

## قدیم عربی شاعری - حقیقت یا افسانہ

ڈاکٹر فواد سیزگین  
ترجمہ : ڈاکٹر خورشید رضوی

تاریخ علوم پر ڈاکٹر فواد سیزگین کے تین عربی خطبات کا ترجمہ قارئین  
،،فکرونظر،، ملاحظہ فرما چکے ہیں (جلد ۲۳، شماره ۱، ۲، جلد ۲۶، شماره ۱)  
چوتھے خطبے کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ فاضل موصوف قدیم عربی شاعری  
کی تدوین کے مسئلے کو صرف شعر کے میدان تک محدود نہیں سمجھتے بلکہ  
اسلامی ورثے کے مجموعی تناظر میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔  
(ادارہ)

قدیم عربی شاعری میں اصل اور نقل کے مسئلے پر بہت سے  
محققین نے توجہ مبذول کی اور انیسویں اور بیسویں صدی میں کئی  
ایک مستشرقین نے اسے اپنا موضوع بنایا۔ بعد ازاں یہ مسئلہ تاریخ  
ادب کے میدان میں بعض عرب ماہرین کے مابین بھی بحث و اختلاف  
کا سبب بنا رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ بڑا اہم ہے اور محض جاہلی شاعری یا  
— مجموعی طور پر — محض قدیم عربی شاعری تک  
محدود نہیں۔ کیونکہ اس کی تحقیق دراصل تمام عربی اسلامی ورثے  
کے آغاز تدوین کو علمی سطح پر سمجھنے کی کلید تصور کی جاتی

دستیاب ریکارڈ کے مطابق جرمن مستشرق نلڈکے (Theodor Noldeke) پہلا شخص ہے جس نے یہ قضیہ پیش کیا۔ اس موضوع پر نلڈکے کے خیالات کی اساس اسی عام تصور پر قائم ہے کہ عربی ورثے کی تدوین پہلی صدی ہجری کے اواخر میں جا کر ہوئی اور یہ کہ راویان شعر اس شاعری کو جو جاہلیت اور صدر اسلام سے منسوب کی جاتی ہے کسی بھی بدو سے، جو انہیں مل جائے، اخذ کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس طرح ایک ہی قصیدے کی مختلف روایات میں تفاوت پیدا ہو گیا۔ مزید براں نلڈکے کا خیال ہے کہ یہ شاعری جس قدر ہم تک پہنچی ہے اس کے اکثر حصہ پر محاکمہ ممکن ہے اور ایک خاص مقدار کے بارے میں اس نتیجے تک پہنچا جا سکتا ہے کہ وہ من گھڑت ہے اور اسے ان شعرا سے منسوب کرنا درست نہیں ہو سکتا۔

بعد ازاں اہلوارڈ (W. Ahlwardt) نے زیادہ گہری نظر سے اصل اور نقل کے اس مسئلے کا جائزہ لیا اور اس تحقیق کے ڈانڈے عربی فن تحریر اور مجموعی اعتبار سے تاریخ تدوین جیسے موضوعات سے ملائے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق جاہلی قصائد کے نظم کئے جانے اور ان کی تاریخ تدوین کے مابین ایک طویل مدت حائل ہے۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ سو برس یا اس سے زائد عرصے تک محض زبانی روایت میں رہے اور اس طرح ان میں غلطی بلکہ گھڑنت کی گنجائش پیدا ہو گئی۔ اس ضمن میں اہلوارڈ نے راویان شعر کے کام کا موازنہ داستان گوؤں اور تاریخ نویسوں کے کام سے کیا ہے۔ کیونکہ ان کی روایت زبانی ہی چلتی رہی تاآنکہ دوسری صدی ہجری کے وسط میں قدیم ورثے کی تدوین اور کتابی شکل میں اس کی حفاظت کی تحریک پیدا ہوئی اور اسی کے ذیل میں یہ روایات شعری بھی مدون ہو سکیں۔

الغرض جاہلی شاعری کی ایک خاص مقدار کے بارے میں نلڈکے اور اہلوارڈ اپنے شکوک کو اسی بنیاد پر استوار کرتے ہیں کہ اس شاعری کی تدوین جلد عمل میں نہ آسکی اور راویوں نے اسے چھ نسلوں تک زبانی روایت میں رکھا۔

یورپین محققین کے ہاں اس تصور کی تصحیح کا آغاز مشہور مستشرق سپرنگر (A. Sprenger) کے ہاتھوں ہوا۔ سپرنگر نے انیسویں صدی کے نصف ثانی میں کئی تحقیقی مطالعے کر کے اس رائے کو غلط ثابت کیا کہ حدیث نبوی، تدوین کے بغیر محض زبانی روایت میں جاری رہی تھی۔ پھر میور (W. Muir) نے اس امر کے ثبوت فراہم کئے کہ قدیم عربی شاعری بہت قدیم دور میں بھی مدون کی جاتی رہی تھی اور اس کا نسل در نسل چلنا محض زبانی روایت کے وسیلے سے نہ تھا۔ پھر جب ولہاوزن (J. Wellhausen) نے اپنی کتاب „عرب جاہلیت کے آثار، (Reste Arabischen Heidentums) میں تحریر کے مسئلہ پر بحث کی تو اس کا میلان نلڈکے اور اہلوارڈ کی رائے کی طرف نہ تھا جس کی رو سے شاعری اس قدر بعد کے زمانے میں آ کر مدون ہوئی تھی۔ ولہاوزن نے اپنی بات کے ثبوت میں کتاب الاغانی سے ماخوذ بعض عبارتیں پیش کی تھیں لیکن اس کی رائے کو مستشرقین کے ہاں قبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ جیکب (G. Jakob) نے اس کے جواب میں جو کچھ لکھا غالباً اس کے زیر اثر ولہاوزن نے اپنی مذکورہ بالا کتاب کی دوسری اشاعت سے اپنی رائے اور اسکے شواہد حذف کر دیئے۔

یہ رائے کہ شعر کی تدوین دیر سے ہوئی، چلتی رہی۔ چنانچہ گولڈزیہر (I. Goldziher) اپنی تحقیقات میں جو گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں شائع ہوئیں، اس خیال کو ترجیح دیتا ہے کہ جاہلی

شاعری کی بہم آوری کا کام خاندان اموی کے شہزادوں کے زیر اثر اور انہی کے عہد میں شروع ہوا۔ گولڈزیہر نے اس رائے کا اظہار جرمن زبان میں شائع ہونے والی اپنی تحقیقات میں بھی کیا اور ہنگری زبان میں عربی ادب پر اپنی مختصر کتاب میں بھی۔ اس کی رائے کے مطابق عرب طویل نظمیں نہیں لکھا کرتے تھے لہذا کئی نسلوں تک راویان شعر صرف زبانی ان کو منتقل کرتے رہے۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں تدوین کے مسئلے پر غالب نظریہ کسی حد تک نلڈ کے اور اہلوارڈ کے شکوک سے تو آزاد تھا لیکن محققین علی العموم شعری میراث کی زبانی روایت ہی کے قائل تھے اور تدوین کے بارے میں یہی خیال تھا کہ اموی دور میں شروع ہوئی۔ اسی رائج الوقت رائے کا اظہار بروکلیمان (C. Brockelmann) نے اپنی کتاب „تاریخ ادب عربی“ میں کیا۔ بروکلیمان یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ جزیرہ عرب کے شمالی علاقوں میں اسلام سے کئی صدیاں پہلے ہی عربوں کو فن تحریر سے واقفیت حاصل تھی مگر اس بات کا انکار کرتا ہے کہ شاعری کے جو نمونے ہم تک پہنچے ہیں انہیں ان لوگوں نے مدون کیا تھا۔ اس کا یہی خیال ہے کہ تدوین کا یہ عمل بعد کے زمانے میں ہوا۔

مارگولیتھ نے بھی اس مسئلے پر کئی تحقیقی مقالات لکھے۔ وہ ایک اعتبار سے دور جاہلیت میں ایک حد تک تدوین شعر کے وجود کا قائل ہے۔ لیکن قرآن کریم میں اسے عربوں کے ہاں قدیم مدون دستاویزات کے وجود کی نفی نظر آتی ہے۔ تمام بحث کا نتیجہ وہ یہ نکالتا ہے کہ جاہلیت سے منسوب جو شاعری ہم تک پہنچی ہے وہ بعد کے وقتوں میں اسلامی روح کے ساتھ نظم کی گئی۔ طہ حسین نے بھی جب اپنی کتاب „فی الشعر الجاہلی“ شائع کی تو انہی خطوط پر

قدم بڑھایا اور مصر میں زبردست بحث و جدال کی فضا پیدا کی۔ بعد ازاں جب اپنی کتاب کو دوسری بار شائع کیا تو اپنی بعض آراء سے رجوع کر لیا۔

لائل (Ch. Lyall) پہلا محقق تھا جس نے عربی ادب پاروں پر گہری تحقیق کر کے قدیم عربی شاعری پر اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ تاہم اُس کی ترجیح بھی یہ تھی کہ جو جاہلی شاعری ہم تک پہنچی ہے اس کا بیشتر حصہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں آ کر مدون ہوا۔ اسی طرح کی رائے کرنکو (FR. krenkow) کی تھی جس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ عربوں نے بہت آغاز کے زمانے میں تدوین شعر کیے لہٰذا فن تحریر سے جو مدد لی وہ اس سے کہیں زیادہ بڑے پیمانے پر تھی کہ جس قدر بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں۔ اس رائے پر کرنکو کی دلیل یہ تھی کہ اختلاف متن کی بڑی تعداد کی بنیاد عربی رسم الخط کی نوعیت اور اس سے واقع ہونے والی تصحیف و تحریف پر ہے۔ اور ان باتوں کا سماع یا روایت زبانی کی اغلاط سے کوئی تعلق نہیں۔

بعد ازاں اس مسئلے کے کئی پہلوؤں پر محققین میں اختلاف رائے چلتا رہا اور ظہور اسلام سے کچھ عرصہ قبل تدوین شعر میں استعمالِ تحریر کے سوال پر بڑی لے دے ہوئی۔ یورویں محققین کی کئی کوششیں سامنے آئیں جن میں لیوی ڈیلا ویڈا (G. Levi Della Vida) اور بلاشیر (R. Blachere) وغیرہ بعض مستشرقین سر فہرست ہیں۔ پھر عربوں میں یوسف العیش اور ناصر الدین الاسد کا نام آتا ہے۔

یوسف العیش نے اپنی کتاب „نشأة تدوین الادب العربی“ میں نئی آراء پیش کیں پھر ناصر الدین الاسد نے اپنی کتاب „مصادر الشعر الجاہلی“ لکھ کر اس موضوع کی تحقیق میں بڑا سنجیدہ حصہ لیا

اور اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لا کر شافی انداز سے مختلف آراء کو پرکھا جس سے واضح نتائج سامنے آئے۔

ان تحقیقی کاوشوں سے ہمارے سامنے جو تصور ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ قدیم عربی شاعری کی تدوین میں تحریر سے مدد لینے کا رواج موجود تھا اور شعراء کی ایک بڑی تعداد تحریر سے کام لیتی تھی۔ چنانچہ بعض شعراء خود اپنا کلام مدون کرتے تھے اور پھر اس کی کاٹ چھانٹ اور نوک پلک سنوارنے میں لگے رہتے تھے۔ بعض اشعار بادشاہوں کے نام خطوط میں مدون شکل میں بھیجے جاتے تھے۔ پڑھنا لکھنا چونکہ صحرا نشین قبائل میں قابل فخر نہ تھا لہذا بعض شعراء اپنے شعر دوسروں کو املاء کراتے تھے اور اسی لئے بڑے شاعر کا کوئی راوی یا ایک سے زیادہ راوی ہوا کرتے تھے۔ بسا اوقات یہ راوی خود بھی شاعر ہوتے تھے۔ چنانچہ طہ حسین نے شاعر راویوں کے ایک سلسلے کا ذکر کیا ہے جو اوس بن حجر، زہیر بن ابی سلمی، کعب بن زہیر، حطیثہ، ہدبہ بن خشرم، جمیل بشینہ اور کثیر عزة پر مشتمل ہے۔ جاہلیت میں روایت کا طریقہ کیا تھا اس کے بارے میں واضح شہادتیں زیادہ نہیں ملتیں۔ لیکن اموی دور کی معلومات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ راویانِ شعر اپنے شعراء کے کلام کی تدوین کیا کرتے تھے۔ ہم یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتے کہ جاہلیت کے تمام راوی اشعار مدون کرتے تھے۔ مگر دوسری طرف یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ اگر زبانی روایت نہ ہوتی تو جاہلی شاعری نابود ہو جاتی۔

صدر اسلام میں قدیم عربی شاعری کی روایت سے متعلق بہت سے واقعات مذکور ہیں ان سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ تدوین کا رواج عام تھا۔ اور اس میں شک بھی نہیں کہ جاہلی شاعری اور اسکی روایت پر توجہ خلفائے راشدین کے دور میں جاری رہی۔ اسی طرح

اموی دور کی بعض شہادتوں سے جاہلی شاعری کے بعض مدون مجموعوں کا سراغ ملتا ہے۔ چنانچہ فرزدق کے پاس دیوان لبید اور جاہلیت کے بعض اور دواوین موجود تھے۔ جہاں تک اس قصے کا تعلق ہے جس کے مطابق نعمان بن المنذر کے حکم سے شاعری کی تدوین کی گئی اور مختار ثقفی نے اس کو دریافت کیا\* سو اس پر اہل تحقیق میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جاہلیت اور صدر اسلام میں شاعری کی تدوین کا معاملہ انساب، امثال، اور حدیث نبوی کی تدوین سے مشابہ ہے۔

عربی دستاویزوں پر تحقیقی نگاہ ڈالنے سے یہ بات کھل کر ہمارے سامنے آئی کہ قدیم عربی شاعری کی تدوین ظہور اسلام کے بعد تین مرحلوں سے گذری:

پہلا مرحلہ

محدود پیمانے پر تحریر کو جاری رکھنا جس طرح دور جاہلیت سے چلا آتا تھا۔

دوسرا مرحلہ :

مدون شاعری اور زبانی متداول شاعری کو جمع کرنا۔

تیسرا مرحلہ :

علمائے لغت کی تالیفات میں شعری مجموعوں کی بہم آوری۔  
شعر کے میدان میں یہ مراحل، [مراحل تدوین حدیث] کے متوازی چلتے ہیں۔ چنانچہ پہلا مرحلہ،، کتابت حدیث، سے مشابہ ہے۔ اور مدون اور زبانی روایت شعر کو یکجا کرنا،، تدوین حدیث، سے مماثلت رکھتا ہے جو دوسرا مرحلہ ہے۔ جبکہ دواوین کی صورت میں

\* دیکھئے ابن جنی، ابوعثمان، الخصائص مطبعة دارالکتب المصریة

شعری مجموعوں کی تیاری،،تبویب حدیث،، یعنی تیسرے مرحلے سے مشابہت رکھتی ہے۔

گمان غالب یہ ہے کہ شعر کے میدان میں دوسرا مرحلہ عہد بنی امیہ کی اولین دہائیوں میں شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہ کے عہد میں اس میلان کا آغاز ہوتا ہے اور ہم اس دور میں عبید بن شریہ کو یمن کے احوال اور اشعار و انساب پر کتاب تالیف کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ اسی طرح زیاد بن ابیہ کو،،کتاب المثالب،، اور یزید بن مفرغ الحمیری کو تبع کی سیرت اور اشعار جمع کرتے دیکھتے ہیں۔ الغرض جمع و تدوین کی یہ تحریک پہلی صدی ہجری کے اواخر اور دوسری صدی کے آغاز میں خاصی توانا تھی۔

علمائے لغت اور دواوین و مجموعہ ہائے شعری کے مولفین نے اس مرحلے [کے نتائج] پر بہت زیادہ انحصار کیا۔ فرزدق نے شعر سے دلچسپی باپ دادا سے پائی۔ جریر کو بھی اپنے دادا سے شاعری اور اس کی روایت کا ورثہ ملا۔ ذوالرمة الراعی کا راوی تھا۔ کمیت بھی شعر کی جید روایت کرتا تھا چنانچہ کہا جاتا ہے کہ شعر اور روایت شعر کے علم میں وہ حماد الراویہ پر فوقیت رکھتا تھا۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ابو عمرو بن العلاء جیسے مشہور راوی اپنی روایات کا سلسلہ راوی شاعروں کی اسی نسل سے ملاتے ہیں۔

عہد اموی میں شعر کی بہم آوری کی تحریک زوروں پر تھی جس میں مورخین اور مفسرین نے بھی حصہ لیا۔ چنانچہ ثابت ہے کہ شعبی، قتادہ، زہری، محمد بن السائب الکلبی اور عوانة بن الحکم عربی شاعری کا اعلیٰ فہم رکھتے تھے۔

ان تمام مراحل میں زبانی روایت کا سلسلہ بھی تدوین کے پہلو بہ پہلو جاری تھا اور دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے تھے۔ علم



حدیث میں طرق روایت کے مسئلہ پر۔ جو اصطلاحاً،،تحمل العلم،، سے موسوم ہے۔ تحقیق کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ شعر کے میدان میں صورت حال مختصراً یوں بیان کی جا سکتی ہے :

راوی اشعار کی روایت کرتا تھا جو تحریراً اس تک پہنچے ہوتے تھے۔ یا اس نے خود انہیں مدون کر رکھا ہوتا تھا۔ بسا اوقات یہ اشعار اسے مکمل طور پر از بر بھی ہوتے تھے۔ اس طرح گویا احادیث کے راوی کی حیثیت راوی شعر کی حیثیت کے متوازی ہے۔ یہ روایت محض زبانی نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کا انحصار تحریری دستاویزوں پر بھی ہوتا تھا۔ یوں اُس رائے کی تصحیح ہو جاتی ہے جو اہلوارد نے قائم کی اور جس نے اسے قدیم عربی شاعری کی اصلیت کی طرف سے بدگمان کر دیا۔

روایت شعر پر مہوون تحریروں کا اثر مسلم ہے۔ اموی دور کی بہت سی دستاویزیں ہمارے سامنے ہیں جو اس کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ حماد الراویۃ اپنی تحریروں سے مدد لیا کرتا تھا۔ اس پہلو سے تدوین حدیث اور تدوین شعر میں مماثلت پائی جاتی ہے کہ دونوں میں ایسی زبانی روایت پر اعتماد کیا جاتا تھا جسے تحریری دستاویزوں کی تائید حاصل ہوتی تھی۔

تدوین حدیث اور تدوین شعر میں یہ فرق ضرور ہے کہ حدیث میں وہ اسناد بھی موجود ہوتا ہے جو مصادر کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ شعر میں راویوں کی کڑیوں کا ذکر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ تاہم بعض دستاویزوں میں قصائد کے راویوں کا سلسلہ اسناد بھی مذکور ہے جو جاہلی دور کے قدیم ترین راوی تک پہنچتا ہے۔

سلسلہ اسناد کے موجود ہونے اور نہ ہونے کا یہ فرق جو تدوین حدیث اور تدوین شعر کے مابین نظر آتا ہے اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باعتبار زمانہ جاہلی شاعری حدیث نبوی سے قدیم تر ہے۔

چونکہ محض تحریر در تحریر شعری روایت جسے زبانی روایت کی توثیق حاصل نہ ہو کمزور اور عدم اطمینان کا سبب تصور کی جاتی تھی سو یہ پہلو [بھی] اخذ حدیث سے مشابہ ہے۔ بنا بریں لازم ہے کہ حمّاد الراویة اور خلف الاحمر کے بارے میں بعض حکم جو لگتے چلے آ رہے ہیں ہم ان میں مناسب ترمیم کر لیں۔ کیونکہ نلذکے اور اہلوارد نے قدیم شاعری کے بارے میں اپنے شکوک کی بنیاد ہی اس امر پر قائم کی تھی کہ ان کے نزدیک حمّاد الراویة اور خلف الاحمر پر جعلی شعر گھڑنے کا الزام عائد ہوتا تھا۔ سچی بات یہ ہے ان پر اس طرح کا حکم لگانا ناانصافی ہے۔ کیونکہ اس میدان میں آخر یہی دو آدمی تو نہیں تھے۔ قدیم شاعری کی پرکھ رکھنے والے اور بھی بہت لوگ تھے۔ اور ایسی تحریری دستاویزیں موجود تھیں جن کے ہوتے ہوئے شعر میں جعل سازی کا امکان بہت محدود ہو جاتا ہے چنانچہ کچھ من گھڑت شاعری کا وجود یہ جواز پیدا نہیں کرتا کہ قدیم عربی شاعری کے سارے سرمائے کو مشکوک تصور کر لیا جائے۔

